کیا مسیح کی الوہیت بائبل مُقدس کے مطابق ہے؟

جواب : خُداوند یسوع کے اپنی ذات کے بارے میں خاص دعووں کے علاوہ اُس کے شاگرد اُسکی الوہیت کو مانتے تھے۔ وہ یہ مانتے تھے کہ یسوع کو گناہ معاف کرنے کا اختیار حاصل ہے۔گناہ معاف کرنے جیسا کام صرف خُدا ہی کر سکتا ہے۔کیونکہ انسان کا گناہ خُدا کے خلاف ہے اور انسان اپنے گناہ سے براہِ راست اُسی کو ناراض کرتا ہے۔(اعمال 5باب 31 آیت؛130 زبور 4 آیت؛ یرمیاہ 31 باب 34 آیت)۔ اوپر بیان کردہ دعوے کیساتھ منسلک یسوع کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ"زندوں اور مُردوں کی عدالت کرے گا"(2 تیمتھیس 4 باب 1 آیت)۔ توما نے یسوع کے سامنے عاجزی کے ساتھ پکار کر کہا"اِے میرے خُداوند!اَے میرے خُدا!"(یوحنا 20 باب 28 آیت)۔ پولس رسول یسوع کو"بزرگ خُدا اور منّجی" کہتا ہے(طِطس 2 باب 13 آیت) اور اِس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ مجسم ہونے سے پہلے یسوع بطور"خُدا" اپنا وجود رکھتا تھا (فلپیوں 2 باب 5-8 آیات)۔ خُداوند یسوع کے بارے میں خُدا باپ کہتا ہے کہ"اے خدا تیرا تخت ابدالآباد رہے گا اور تیری بادشاہی کا اعصا راستی کا عصا ہے"(عبرانیوں 1 باب 8 آیت)۔ یوحنا بیان کرتا ہے کہ"ابتدا میں کلام تھا، اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام (یسوع) خدا تھا"(یوحنا 1 باب 1 آیت)۔ وہ حوالہ جات جو یسوع مسیح کی الوہیت کی تعلیم دیتے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں(دیکھئے مکاشفہ 1 باب 17 آیت؛2 باب 8 آیت؛22 باب 13 آیت؛1 کرنتھیوں 10 باب 4 آیت؛1 پطرس 2 باب 6-8 آیات؛18 زبور 2 آیت؛95 زبور 1 آیت؛1 پطرس 5 باب 4 آیت؛عبرانیوں 13 باب 20 آیت)، اور اِن میں سے صرف ایک حوالہ بھی یہ دکھانے کے لیے کافی ہے کہ یسوع کے شاگرد، اُس کے پیروکار اُس کی الوہیت کا یقین رکھتے تھے۔

یسوع کو کئی ایسے خطابات / القابات بھی دیئے گئے ہیں جو صرف خُدا کی ذات (یہواہ: پرانے عہد نامے میں خُدا کے لیے استعمال ہونے والے نام) کے لیے مخصوص ہیں۔ پرانے عہد نامے میں خُدا کے لیے استعمال ہونے والا لقب"فدیہ دینے والا / چھڑانے والا"(130 زبور 7 آیت؛ ہوسیع 13 باب 14 آیت) نئے عہد نامے میں خُداوند یسوع کے لیے استعمال ہوا ہے(طِطس 2 باب 13 آیت؛ مکاشفہ 5 باب 9 آیت)۔ یسوع کو متی 1 باب میں عمانوایل یعنی"خُدا ہمارے ساتھ" کہا گیا ہے۔ زکریاہ 12 باب 10 آیت میں یہواہ یہ کہتا ہے کہ"اور وہ اس پر جس کو انہوں نے چھیدا ہے نظر کریں گے اور اس کے لئے ماتم کریں گے" اور نیا عہد نامہ اِسے خُداوند یسوع مسیح کی مصلوبیت کے ساتھ جوڑتا ہے(یوحنا 19 باب 37 آیت؛ مکاشفہ 1 باب 7 آیت)۔ اگر وہ جسے چھیدا گیا تھا اور جس پر وہ نظر کریں گے یہواہ ہے، اور دوسری طرف یسوع وہ ذات ہے جسے چھیدا گیا تھا اور لوگوں نے اُس پر نظر کی تو پھر یسوع ہی یہواہ ہے۔ پولس رسول یسعیاہ 45 باب 22-23 کی تفسیر کرتے ہوئے اُس کا اطلاق فلپیوں 2 باب 10-11 آیات میں یسوع کی ذات پر کرتا ہے۔ مزید برآں پولس کی طرف سے اپنے خطوط کے آغاز میں دُعائیہ کلمات کے اندر خُدا کے نام کے ساتھ یسوع کا نام بھی استعمال کیا گیا ہے جیسے کہ"خدا باپ اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کی طرف سے تمہیں فضل اور اطمینان حاصل ہوتا رہے"(گلیتوں 1 باب 3 آیت؛ افسیوں 1 باب 2 آیت)۔ اگر خُداوند یسوع مسیح خُدا نہیں ہے تو ایسا کچھ بھی کہنا کفر کے مترادف ہے۔ یسوع کا نام اُس کے اُس حکم میں بھی خُدا کے ساتھ آتا ہے جہاں پر اُس نے کہا ہے کہ"جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور اُن کو باپ اور بیٹے اور رُوح القُدس کے نام(صیغہ واحد) سے بپتسمہ دو"(متی 28 باب 19 آیت؛ مزید دیکھئے 2 کرنتھیوں 13 باب 14 آیت)۔ وہ کام جو صرف اور صرف خُدا کی ذات ہی سرانجام دے سکتی ہے اُنہیں خُداوند یسوع کی ذات کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ یسوع نے نہ صرف مُردوں کو زندہ کیا(یوحنا 5 باب 21 آیت؛11 باب 44-45 آیات) اور گناہ گاروں کے گناہوں کو معاف کیا(اعمال 5 باب 31 آیت، 13 باب 38 آیت)، بلکہ اُس نے کائنات کو بھی تخلیق کیا اور قائم رکھے ہوئے ہے(یوحنا 1 باب 2 آیت؛ کلسیوں 1 باب 16-17 آیات)۔ یہ بات اُس وقت اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے جب یہواہ خُدا کہتا ہے کہ کائنات کی تخلیق کے وقت وہ بالکل اکیلا

تھا(یسعیاہ44باب24آیت)۔ مزید برآن مسیح کی ذات میں وہ صفات پائی جاتی ہیں جو صرف اور صرف خُدا کی ذات میں ہو سکتی ہیں جیسے کہ: ابدی(یوحنا8باب58آیت)، حاضر وناظر(متی18باب20آیت؛28باب20آیت)، علیمِ کل(متی16باب21آیت)اور قادر مطلق(یوحنا11باب38-44آیات)۔

ابھی خُدا ہونے کا دعویٰ کرنا یا کچھ لوگوں کو بیوقوف بنا کر اُن کو یہ یقین دلانا ایک الگ چیز ہے جبکہ اِس دعوے کو ثابت کرنا بالکل دوسری چیز ہے۔ خُداوند یسوع نے اپنے الوہیت کے دعوے کو ثابت کرنے کے لیے بہت زیادہ معجزات دکھائے تھے۔ یہاں پر اُن میں سے چند ایک کا حوالہ دیا جا سکتا ہے جیسے کہ معمولی پانی کو مے میں تبدیل کرنا(یوحنا2باب 7آیت)، پانی پر چلنا(متی14باب25آیت)طبعی چیزوں کو اپنی قدرت سے بہت زیادہ بڑھا دینا(یوحنا6باب11آیت)، اندھوں کو بینائی عطا کرنا(یوحنا9باب7آیت) لنگڑوں کو(مرقس2باب3آیت)اور بیماروں کو شفا دینا(متی9باب35آیت؛مرقس1باب40-42آیات)اور حتیٰ کہ مُردوں کو زندہ کرنا(یوحنا11باب43-44آیات؛لوقا7باب11-15آیات؛مرقس5باب35آیت)۔ اِس کے علاوہ یسوع خود بھی مُردوں میں سے جی اُٹھا تھا۔ کچھ قدیم غیر اقوام کے دیوتاؤں کے مرنے اور جی اُٹھنے کی دیومالائی یعنی اساطیری داستانوں کے علاوہ دُنیا کے اندر پائے جانے والے بڑے بڑے مذاہب میں نہ تو کسی کے اِس طرح سے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کا دعویٰ موجود ہے اور اگر کوئی ہے بھی تو اُس کے پاس مسیح کے جی اُٹھنے جیسی حقیقت کی طرح کلام سے باہر ثبوت موجود نہیں ہیں۔

یسوع مسیح کی ذات کے بارے میں کم از کم 12ایسے تاریخی حقائق موجود ہیں جنہیں غیر مسیحی علماء بھی تسلیم کرتے ہیں۔

1. یسوع صلیبی موت مرا تھا۔
2. یسوع کو دفن کیا گیا تھا۔
3. اُس کی موت اُس کے شاگردوں میں مایوسی اور نااُمیدی کی وجہ بنی۔
4. یسوع کی موت کے چند روز بعد یسوع کی قبر خالی پائی گئی(یا یہ دعویٰ کیا گیا کہ اُسے خالی پایا گیا ہے)۔
5. شاگرد پُریقین تھے کہ اُنہوں نے جی اُٹھے مسیح کے کئی ایک ظہور کا تجربہ کیا تھا۔
6. اِس کے بعد یسوع کے شاگرد شک کرنے والوں کی بجائے پختہ یقین رکھنے والے بن گئے۔
7. ابتدائی کلیسیا میں یہی پیغام(یعنی یسوع کا موت اور قبر پر فتح پا کر جی اُٹھنا)منادی کا مرکزی نکتہ تھا۔
8. اِس پیغام کی منادی یروشلیم میں کی گئی۔
9. اِس پیغام کے نتیجے میں کلیسیا نے جنم لیا اور وہ بہت بڑھنا شروع ہو گئی۔
10. مسیح کے پیروکاروں کے لیے پرستش اور عبادت کے لیے اتوار کے دن(یعنی قیامت المسیح کے دن)نے ہفتے(یعنی سبت)کی جگہ لے لی۔
11. یعقوب نے جو یسوع کی باتوں اور تعلیمات پر شک کرتا تھا جب جی اُٹھے مسیح کو دیکھا تو وہ مسیحی ہو گیا۔
12. اُس دور میں مسیحیت کا بہت بڑا دشمن پولس ایک خاص تجربے کے بعد مسیحی ہو گیا۔ وہ مانتا تھا کہ اُس نے اپنے اُس تجربے میں جی اُٹھے مسیح کو دیکھا تھا۔

اگر کوئی اِس مخصوص فہرست پر اعتراض بھی کرتا ہے تو اُس کے سامنے صرف مسیح کے جی اُٹھنے: یسوع کی موت، تدفین، مُردوں میں سے جی اُٹھنے اور اپنے شاگردوں پر ظاہر ہونے کو ثابت کرنا ہی مسیحیت کی حقانیت کا سب سے بڑا ثبوت ہو گا(1کرنتھیوں1باب5-15آیات)۔ اگرچہ اوپر بیان کردہ حقائق میں سے ایک دو کی غیر بائبلی تشریح کرنے

کے لیے کچھ نام نہاد نظریات کو بھی سامنے لایا جائے تو بھی صرف مسیح کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا ہی اِن سب کی حقیقت کی درست تشریح ہے۔ مسیحیت کے ناقدین بھی یہ مانتے ہیں کہ خُداوند یسوع کے شاگرد یہ ایمان رکھتے تھے کہ اُنہوں نے جی اُٹھے مسیح کو دیکھا تھا۔ نہ تو کوئی جھوٹ اور نہ ہی کسی طرح کی کوئی فریب نظری کسی کو اِس حد تک تبدیل کر سکتی ہے جیسے یسوع کے جی اُٹھنے کی حقیقت نے اُس کے شاگردوں کو کیا تھا۔ پہلی بات تو یہ دیکھنے والی ہے کہ اُن کو ایسا سب کرنے یا کہنے سے حاصل کیا تھا؟ نہ تو مسیحیت اُس وقت کوئی مقبول مذہب تھا اور ایسا کرنے سے اُن کو کسی سے کوئی مالی مدد نہیں مل رہی تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جھوٹ بولنے والے اپنے جھوٹ کی وجہ سے کبھی بھی شہید ہونا پسند نہیں کرتے۔ شاگردوں کی طرف سے اپنے مسیحی ایمان کی خاطر ایسی ہولناک اموات کا دلیری کے ساتھ سامنا کرنے جیسی حقیقت کو سمجھنے کے لیے ہمارے پاس یسوع کے جی اُٹھنے کی حقیقت کے علاوہ اور کوئی مناسب جواز نہیں ہے۔ جی ہاں بہت سارے لوگ اُس جھوٹ کے لیے ضرور اپنی جانیں دے دیتے ہیں جنہیں وہ سچ سمجھتے ہیں لیکن لوگ کبھی بھی اُس بات کے لیے اپنی جان نہیں دیں گے جو اُن کے اپنے علم کے مطابق جھوٹی ہو۔

اختتام پر یسوع نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ "یہواہ" ہے، وہ الٰہی ذات (کوئی دیوتا نہیں بلکہ زندہ اور سچا خُدا) ہے؛ اُس کے پیروکار (یہودی جو بت پرستی یعنی حقیقی خُدا کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنے کو انتہائی بُرا خیال کرتے تھے) وہ جی اُٹھے مسیح پر ایمان لائے اور اُس کی الوہیت کا یقین اور پرچار کیا۔ یسوع نے اپنے معجزات سے جس میں ساری دُنیا کو تبدیل کر دینے والا معجزہ "مُردوں میں سے جی اُٹھنا" شامل ہے اپنی الوہیت کو ثابت کیا۔ کوئی اور نظریہ اِس حقیقت کو مناسب طور پر بیان نہیں کر سکتا۔ جی ہاں یسوع مسیح کی الوہیت کا تصور بالکل بائبلی ہے۔